سُوۡرَۃُ النِّسَاء کی تفسیر Lesson 15: An-Nisa (Ayaat 163 - 176): Day 48

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴿165﴾ ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور خبردار کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے۔ اللہ تعالی بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے۔(165)

بحر حال آگے بات ہو رہی ہے کہ رسول کیوں بھیجے گئے؟ اس لئے نہیں کہ میلاد منائیں اور جھنڈیاں لگائیں۔ بلکہ "خوشخبریاں سنانے والے اور خبر دار کرنے والے"۔ تاکہ جو لوگ نیک کام کریں اُن کو خوشخبریاں دیں اور جو لوگ غلط کام کر رہے ہیں، اُن کو ڈرائیں کہ تم نے حساب کتاب دینا ہے۔ سورہ حٰم سجدہ میں ہے کہ "۔بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا﴿۳۰﴾ "۔

اللہ کے نبیؐ لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیتے اور اُن کو جنّت اور اللہ کی رضا کی خوشخبری دیتے تھے۔ نُذِر کہتے باپ کی شفقت کو۔ کسی کو ایسے ڈانٹنا جس میں محبت ہو۔ مثال جیسے والدین بچوں کو ڈانٹتے ہیں۔ پھل کھاؤ۔ سکول جاؤ۔ سویٹر پہنو وغیرہ۔

پہلی وجہ رسول بھیجنے کی "ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور خبر دار کرنے والے" رسولوں کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے۔ وہ اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔

دوسری وجہ کہ "تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے۔"

" لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ " یہاں لِ کو دیکھیں کہ لوگوں کی طرف سے (لوگوں کے حق میں) اور پھر آگے علی اللہ یعنی اللہ پر کوئی حجت نہ رہے۔ (اللہ کے خلاف حجّت نہ رہے) رسول حجّت تمام کرنے کے لئے آئے ہیں۔

اللہ کا شُکر ادا کریں کہ آپ کو اللہ نے توفیق دی۔ آپ کے لئے دین حاصل کرنا آسان کر دیا۔ اپنی جگہوں۔ اپنی کتابوں۔ اور اپنے اُستادوں سے کبھی بدگمان نہ ہوں۔ سب نعمتوں کا شُکر ادا کریں۔ دِل کے اندر بھی خیال آئے تو عمل کرنے سے خلوص میں کمی آجاتی ہے۔ عبداللہ بن اُبَی کو ہدایت نہیں ملی کہ دِل صاف نہیں تھا۔ ابولہب کو ہدایت نہیں ملی کہ دِل میں نفرت رکھتا تھا۔

اپنے لئے دل کی گہرائی سے دعا کریں۔ کہ یا اللہ اِس وقت کو، اس علم کو ہمارے حق میں حجّت بنا دے۔ اللہ ہمیں قدر والا بنا دے۔

اللہ کی چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو محسوس کریں۔ شکر ادا کریں۔ آپ اپنی نیت پر اَجر پالینگے۔

"اللہ تعالی بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے۔" اللہ حکمت والا ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔

روزِ قیامت سب کو اپنا اپنا حساب دینا ہے۔ سب کو رزلٹ مل جائے گا۔ کوئی پاس کوئی فیل ہو گا۔ امتحان سے پہلے کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ ہمارا سلیبس کیا ہے؟ اللہ نے ہمیں تین نعمتیں دیں Tools ۔ سمع، بصر، اور عقل۔ سُننے کی، دیکھنے کی اور سوچنے کی صلاحیت، اور طاقت۔ پھر ہمارے اندر روح ڈال دی۔

ہمارے اندر خیر اور شر کا فرق سمجھنے کی صلاحیت بھی رَکھ دی۔ یعنی ہمیں الہام ہو جاتا ہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ اللہ نے ہمیں زندگی گزارنے کا ذمّہ دار بنا دیا۔Accountable

اَب اگر کوئی نبی یا رسول نہ آتا اور ہمیں کوئی کتاب نہ ملتی۔ پھر بھی اللہ اگر ہمارا محاسبہ کر لیتا تو وہی کافی ہوتا۔ اللہ کو یہ حق تھا۔ کیونکہ ہمیں صلاحتیں اور حق و باطل کی پہچان دی۔

لیکن اللہ نے ہمیں زائد نعمتیں۔ رسول، نبی اور کتابیں دیں۔ علماء اور اساتذہ دیئے۔ اللہ نے حجت تمام کی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت 36 میں اللہ فرماتا ہے؛ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی ﴿٣٦﴾

نبی اور رسول اپنے دور کے بہترین لوگ تھے۔ اعلٰی کردار کے لوگ۔ آج بھی دین پھیلانے والوں کو اعلٰی کردار ہونا چاہئیے۔

سورۃ شمس آیت 8 میں اللہ فرماتا ہے؛ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾

پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی سمجھائی ﴿٨﴾

دین والوں کا کردار بہترین لیول پر ہونا چاہئیے۔ کبھی روئے دھوئے، کبھی مانگنے والے، کبھی مسکین، کبھی غیر ذمّہ دار، کبھی غریب نظر آتے ہیں۔

ہم اللہ کے نمائندے ہیں۔ ہم زندگی کے ہر معاملے میں اپنا دین پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ ایک مثال دِکھا رہے ہیں۔ ہم لوگوں سے ملتے ہیں۔ دعوتوں میں جاتے ہیں۔ شادیوں میں جاتے ہیں۔ لوگ ہمیں پرکھتے ہیں۔ ہم جو کرتے ہیں اُس کا اثر ہمارے دین، ہمارے علم اور عمل پر ضرور پڑتا ہے۔ جب سارے ہی ایک جیسے کام کر رہے ہیں تو آپ اُن جیسے بن جائیں تو آپ کی پوچھ سخت ہو گی۔

مثال: اگر کسی غریب کے گھر جائیں اور وہ سادہ کھانا دے تو آپ گلے شکوے نہیں کرتے لیکن کسی بہت امیر رشتے دار کے گھر جائیں، جن کے پاس سب کچھ ہو لیکن خالی چائے پر ٹرخا دیں تو آپ کو اچھا نہیں لگے گا۔

اللہ سبحان و تعالیٰ نے ہمیں عزّت دی ہے۔ اللہ نے آپ کو علم کی نعمت دی۔ آپ کو قرآن سے جوڑ دیا۔ آپ کو اعلیٰ درجہ دیا اور اگر آپ اُس کی قدر نہیں کرینگے تو آپ کی سزا بھی زیادہ ہے اور اگر آپ عمل کر رہے ہیں تو انعام بھی اعلیٰ اور افضل ہو گا۔ انشاءاللہ

اللہ سے دعائیں مانگیں یا اللہ مجھے سیدھا کر دیں۔ اگر غلطی ہو جائے تو استغفار کریں۔ توبہ کریں۔

اگر آپ نعمت کی قدر نہیں کرینگے تو اللہ نعمت واپس لے لے گا اور واپس گناہ، پستی اور جہالت میں ڈوب جائینگے۔ کوئی کمپنی کار دیتی ہے آپ اُس کو صحیح طریقے سے استعمال نہ کریں تو واپس لے لیتے ہیں۔ یا اگر آپ اپنی جاب اچھی طرح نہ کریں یا جاب چھوڑ دیں تو کار واپس دینی ہوتی ہے۔

ایک اور بات یاد رکھیں کہ اللہ کی نافرمانی کرنی ہے، دو کشتیوں میں سوار رہنا ہے کہ کبھی اللہ کی اطاعت کر لی اور کبھی موڈ ہوا تو شادیوں یا دوستوں کے ساتھ مل کر اللہ کی حدود توڑ دیں تو پھر آخرت کا حساب تو بعد میں ہو گا۔ دُنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔

ہماری قدر صرف اللہ کا بننے میں ہے۔ اپنے سارے شوق حلال طریقے سے پورے کریں۔ گھر میں تیار ہو جائیں۔ اچھا پہنیں۔ اچھا کھائیں۔

آپ خود ہی سوچ لیں کہ اگر کبھی گرمی میں جائیں کبھی سردی میں تو بخار نہیں ہو گا؟ طبیعت خراب ہو گی۔ اسی طرح کبھی دین پر چلیں کبھی اللہ کی حدود توڑیں۔ تو کیا اللہ کو غصّہ نہیں ہو گا؟ اللہ ناراض نہیں ہو گا؟

انبیاء کرام بہترین انسان تھے۔ وہ اعلیٰ ترین خوبیوں والے لوگ تھے۔ صادق اور امین تھے۔ لوگوں کے خیر خواہ تھے۔ اعلیٰ ترین کردار کے مالک تھے۔ ہمیں نبیوںؑ کی پیروی کرنی ہے۔ ہمیں اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو دُور کرنا ہے۔ غلطی ہو جائے تو معافی مانگ لیں۔ توبہ کر لیں۔ گناہ کے راستے سے واپس آ جائیں۔ زیادہ دُور تک نہ جائیں کہ اب تو اتنے گناہ ہو گئے ہیں اب کیا ٹھیک ہونا ہے۔ یاد رکھیں۔

It's never too late.

رسولوں کی خوشخبریاں اللہ کے فرمانبرداروں کے لئے ہیں۔

سورۃ واقعہ آیت 88-91 میں ہے؛

پھر اگر وہ (خدا کے) مقربوں میں سے ہے﴿۸۸﴾ تو (اس کے لئے) آرام اور خوشبو دار پھول اور نعمت کے باغ ہیں﴿۸۹﴾ اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے﴿۹۰﴾ تو (کہا جائے گا کہ) تجھ پر داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے سلام﴿۹۱﴾

آپ کو اللہ لیڈرز اور Pioneers بنانا چاہتا ہے۔ پوری دُنیا کے لوگ اگر عام لوگ ہیں۔ تو آپ اللہ کے مقرّبین ہیں۔ آپ اگلی لائن میں کھڑے ہوں۔ اسابقون الاوّلون بنیں۔۔ اللہ کے دین کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کریں اور بہترین انعامات پالیں۔

قیامت کے دِن نہ ختم ہونے والی عزّت، نور کے تخت پر بیٹھی ہو نگی۔ اُس نعمت کو سامنے رکھیں۔
قیامت کے دِن کی خوشیوں تعریفوں اور عزّت افزائی کو ذہن میں رکھیں۔

ورنہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اللہ اپنی مرضی سے محاسبہ کرتا ہے۔ "اللہ تعالی بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے۔"

اللہ نے مبشّر اور نذیر انبیاء کرامؑ کی خوبیاں بتائی گئی ہیں۔ سورۃ الحجرات میں اللہ فرماتا ہے؛

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ‏ ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا ﴿۴۶﴾

اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۴۵﴾ اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن ﴿۴۶﴾

مجھے یہ لفظ "وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ" بے حد خوبصورت لگتا ہے۔ کتنی بڑی سعادت ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ سے جوڑیں۔ آپ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔

ہم دعوت کا کام کریں۔ اللہ کو ہم پر کتنا پیار آتا ہوگا۔ جب ہدایت کا سورج بن کر چمکیں گے تب ہی سِرَاجًا مُّنِيْرًا بنیں گے۔

اگلی آیت۔ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓٮِٕكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ ﴿۱۶۶﴾ لیکن خدا نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے اس کی نسبت خدا گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کی ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔ اور گواہ تو خدا ہی کافی ہے ﴿۱۶۶﴾

سورۃ آلِ عمران میں بھی ایک گواہی کا ذِکر تھا۔ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔۔۔ اس نے (اے محمد ﷺ) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔۔۔ یعنی یہ حق کتاب نازل کی گئی ہے۔

سورۃ آلِ عمران ہی میں اللہ کے حق ہونے کی گواہی؛ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓٮِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآٮِٕمًا ۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ ﴿۱۸﴾

اللہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ﴿۱۸﴾

اب قرآن کے حق ہونے کی گواہی۔

سورۃ توبہ کی آیت 33: هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ ۔۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے۔۔۔

سورۃ صف آیت 9 میں ہے؛ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۔۔۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے۔۔۔

یعنی اللہ کی گواہی ہی کافی تھی لیکن فرشتے بھی اِس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ یہ قرآن حق نازل کیا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ قَدۡ ضَلُّوۡا ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿۱۶۷﴾ جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکا وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑے ﴿۱۶۷﴾

یعنی نہ صرف کفر کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پھر اُن کی سزا کیا ہو گی؟

اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَظَلَمُوۡا لَمۡ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَـغۡفِرَ لَهُمۡ وَلَا لِيَهۡدِيَهُمۡ طَرِيۡقًا ۙ ﴿۱۶۸﴾ جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ ہی دکھائے گا ﴿۱۶۸﴾

ظلم یعنی شرک کرتے رہے۔ نہ تو اللہ اُن کو بخشے گا اور نہ ہی صحیح راستہ دِکھائے گا۔ اُن کا انجام کیا ہو گا؟

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۙ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے ﴿۱۶۹﴾

اِن ساری آیات کو ذہن میں رکھیں اور پچھلے پارے کی آخری آیات کو ذہن میں لائیں۔

اللہ تمہیں عذاب کیوں دے گا؟ اللہ کو لوگوں کو تکلیف میں دیکھ کر خوشی نہیں ہوتی۔ اللہ تو ہم پر آسانیاں اور نعمتیں نازل کرنا چاہتا ہے۔ تاریخ میں کچھ بادشاہ ایسے گُزرے ہیں۔ وہ ظالم بادشاہ لوگوں کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اُن کا پسندیدہ مشغلہ یہی تھا کہ شیروں کو کوئی دِن تک بھوکا رکھتے۔ پھر اُن کے سامنے زندہ لوگوں کو پھینک دیا جاتا۔ شیر اُن کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے۔ یہ ظالم لوگوں کی چیخیں سُن کر خوش ہوتے۔ آج وہ زمین اِس ظلم پر سُرخ ہے۔

اللہ تو غفور اور رحیم و رحمان ہے۔ آپ سوچیں کہ انسان کس طرح کے ظلم کر کے اپنے لئے جہنم خرید لیتے ہیں۔

یعنی کچھ لوگ اتنے بڑے تحمل والے رَبّ کو بھی غصّہ دِلا دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ فرعونیوں نے ظلم کر کے اللہ کو غصّہ دِلا دیا تھا۔ اللہ اپنے مزاج کے لحاظ سے ظالم نہیں۔ وہ لوگوں کو موقع دیتا ہے۔ ڈھیل دیتا ہے۔ ڈراتا ہے۔ پھر پکڑ لیتا ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ لوگ جو مرضی کریں وہ پکڑے گا نہیں۔ وہ بعض اوقات دیر سے پکڑتا ہے لیکن اُس کی پکڑ سخت ہے۔ پھر کوئی چُھڑا نہیں سکے گا۔

والدین بھی بچوں کو سُدھارنے کے لئے سزا دیتے ہیں۔

اگر اللہ پوری دُنیا کو آگ میں ڈال دے تو وہ اُس کا عدل ہو گا۔ کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور اگر پوری دُنیا کو جنّت میں ڈال دے تو وہ اُس کا رحم ہو گا۔ اللہ کی دُنیا، اللہ کی مخلوق، اور اللہ کی جنّت۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ لیکن کیا وہ ظالموں کو یونہی چھوڑ دے گا؟ کوئی حساب کتاب نہیں ہو گا؟ حساب ضرور ہو گا۔ نیک لوگ انعام پائیں گے اور ظالم کو سزا ملے گی۔

اللہ آپ کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اپنے آپ کو کبھی اللہ کی پکڑ سے باہر نہ سمجھیں۔

اللہ نے انبیاء کرام بھیجے، عقل، شعور اور حسّیات بھی دیں۔ رسولوں نے خوشخبریاں دیں اور عذاب سے ڈرایا۔ پھر اللہ نے آخر میں بتا دیا کہ اگر پھر بھی کوئی حکم عدولی کرے گا تو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکے گا۔ جہنم کی سزا پائے گا۔

اَب اگلی آیت میں رسولوں کے ناطے سے بات کی گئی ہے کہ اللہ کے نبیوںؑ نے کیا کام کیئے؟

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾

لوگو! خدا کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (ان پر) ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ﴿۱۷۰﴾

انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اے لوگو۔ سب انسانوں سے بات کی گئی ہے۔ آپ اپنی غیر مسلم دوستوں کو یہ پیغام دِکھایا کریں۔ جیسے ایک بہت بڑا مائیکروفون ہاتھ میں ہو اور کوئی پکار کر کہہ رہا ہو کہ

لوگو دھیان سے بات سُن لو تمھارے فائدے کی بات ہے۔ یا جیسے آج میڈیا پر سب انسانوں سے کہا جائے کہ لوگو بات سُنو۔

یقیناً یعنی مُستند بات ہے کہ تمھارے پاس خود نبی آ گئے ہیں۔ تمھیں کہیں نہیں جانا پڑا۔ اور وہ حق اور سچ لے کر آیا ہے۔ سچی بات میں کشش ہوتی ہے۔ سب سچّ سُننا پسند کرتے ہیں۔ تمھارے خالق، مالک اور رَبّ کی طرف سے پیغام آیا ہے۔ تم کیا کرو؟

بس ایک کام کرو کہ تم مان جاوٴ۔ ایمان لے آوٴ۔

مثال جیسے کسی سے کہا جائے کہ ہم نے سب کام کر دیئے، کمرہ صاف، کھانا تیار، پھول سجے ہوئے، سب کچھ تیار۔ آپ بس تشریف لے آئیں۔ تو کتنی خوشی ہوتی ہے۔

اللہ نے ایک خوبصورت دُنیا سجادی۔ بے شمار نعمتیں دیں۔ آپ سب اللہ کی طرف آ جائیں۔

تو کیوں آئیں؟ اس لئے کہ تمھارے لئے یہی بہتر ہے۔"۔۔ تمھارے حق میں بہتر ہے۔۔۔؛؛ ایمان لے آوٴ۔ اسی میں تمھاری خیریت ہے۔ آپ اپنے اوپر لے کر دیکھیں۔ یہ مسلمانوں کے خلاف حجّت ہے۔

جیسے شادی پر اپنے گھر والے ہی نہیں آتے تو باہر والوں کو کیسے بلائیں؟

اَب اگر مسلمان خود دین پر عمل نہیں کرتے تو ہم غیر مسلموں کو کیسے اللہ کے دین کی دعوت دینگے؟

جب خود ہدایت پر ہوں تو دوسروں کے لئے خیر خواہی پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسروں کو دعوت دینے سے پہلے وہ خود عمل کرنا پڑتا ہے۔ پھر دوسروں سے کہہ سکتے ہیں۔

مثال اگر اگر کہیں کھونٹا یا کیل بندھا ہو گا تو وہ اپنے ساتھ بھینس کو بھی باندھ لے گا۔ لیکن اگر کیل خود ڈھیلا ہے تو بکری بھی وہاں کھڑی نہیں رہے گی۔ کھونٹا لے کر چل پڑے گی۔

ہمیں لوگ کیسے اُچک لیتے ہیں کیونکہ ہم خود ڈھیلے ہیں۔ ہم خود دین پر جمے ہوئے نہیں ہیں۔

لیکن اگر اللہ کے راستے پر چل پڑیں۔ تو کوئی غم فکر نہیں ہے۔ دُنیا بھی بن گئی اور انشاء اللہ آخرت بھی بن جائے گی۔

اگر آپ اللہ کے راستے پر جم جائینگے، اللہ آپ کو مزید نعمتیں دے گا۔ آزمائش تو ہو گی۔ لیکن آپ ثابت قدمی سے جمے رہیں۔

مثال کہ کیل یا کھونٹے کو جب زمین میں گاڑا جاتا ہے تو ہتھوڑے سے مار کھانی پڑتی ہے۔

کچی چیز پر ہم کچھ نہیں باندھتے۔ کون اپنا قیمتی فانوس ہلکی سی کیل پر لگائے گا تا کہ ذرا سا ہلے اور ٹوٹ جائے؟ کمزور اور نازک کیل کے ساتھ تو سستا سا بلب ہی لگا یا جائے گا۔

اللہ کو کم حوصلہ لوگ نہیں چاہئیں۔ اللہ مخلص اور مضبوط لوگوں کو سامنے لے آئے گا۔ اللہ کو میری ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہم سے بہترین لوگوں کو آگے لے آئے گا۔ اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ ہم سے بہترین کام لے۔ اللہ ہمیں ضائع ہونے سے بچائے۔

جو لوگ اللہ کے ساتھ تعلق جوڑ لیتے ہیں۔ اُن کی زندگی بھی حسین ہوتی ہے اور موت بھی خوبصورت ہوتی ہے۔

اور جو کفر کریں؟"۔۔ اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ﴿۱۷۰﴾"

نعمتوں کی ناقدری نہ کریں۔ یہ قرآن حق اور سچ ہے۔ جو اللہ نے فرما دیا وہی ہو کر رہے گا۔

سورۃ التکویر میں اللہ فرماتا ہے؛ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں ﴿۲۵﴾ پھر تم کدھر جا رہے ہو ﴿۲۶﴾

سورۃ الطارق میں ہے؛

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ کہ یہ کلام (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے ﴿۱۳﴾

سورۃ البروج آیت 21 میں ہے؛ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے (۲۱)

سورۃ الزُمر میں ارشاد کیا گیا ہے؛

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾ اس کتاب کا اُتارا جانا خدائے غالب (اور) حکمت والے کی طرف سے ہے ﴿۱﴾ (اے پیغمبر) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو خدا کی عبادت کرو (یعنی) اس کی عبادت کو (شرک سے) خالص کر کے ﴿۲﴾

اس کتاب کو ہلکا نہ سمجھیں۔

محسوس کریں کہ آپ کے پاس دُنیا کا اعلیٰ ترین کام ہے۔ آپ دُنیا کی بہترین کمپنی سے جُڑے ہوئے ہیں۔ زیادہ کام کریں یا کم بھی کریں تو خیر ہی ملے گی۔ اللہ کے نبیؐ کی حدیثِ کا خلاصہ ہے کہ جنّت کو طلب کرو اپنی محنت کے ساتھ اور جہنم سے نجات پاؤ اپنی محنت کے ساتھ۔

آسان سودا نہیں ہے لیکن اَجر بہت بڑا ہے۔

فطرت کا اُصول ہے کہ کبھی سزا سے ڈراؤ کبھی انعام کا لالچ دو پھر ہی طلب کا شوق اور سزا کا خوف کام کرواتا ہے۔ اللہ نے خوف اور اُمید دے کر ہی حجّت تمام کر دی ہے۔

اَب کیسے پتا چلے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں؟ ہماری مشغولیات اور مصروفیات سے۔ یعنی کس کام میں مشغول رہتے ہیں؟ اور کس کام میں مصروف رہتے ہیں؟ سارا دِن کس چیز کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت خود بنا کر دی۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ اس لئے کہ سارے لوگوں نے مل کر رضامند ہی نہیں ہونا تھا۔

اللہ کی شان ہے کون ہے جو اُس سے بحث کرے۔ وہ حالات اور وقت کی قید سے آزاد ہے۔ ورنہ ہر دَور، مختلف حالات اور وقتوں کے لوگ کیسے ایک شریعت بنا پاتے۔

اللہ نے حجّت تمام کر دی۔ تو مفسرین کہتے ہیں کہ ذاتی معاملات میں ہمیں بھی حجّت تمام کر دینی چاہیئے۔

مثال: کسی بھی غلطی فہمی سے بچنے کے لئے صفائی پیش کریں۔ اللہ کے نبیؐ کی بیوی صفیہ اللہ کے نبیؐ سے ملنے آئیں۔ آپؐ اعتکاف میں تھے۔ آپؐ انہیں حجرے تک چھوڑنے گئے تو کچھ لوگ ملے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ میری بیوی صفیہؓ ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کے نبیؐ کیا ہم پر شک کرینگے۔ لیکن اللہ کے نبیؐ نے اُن کو غلط فہمی، بد گمانی اور شیطان کی چال سے بچا لیا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں پرواہ نہیں کوئی جو مرضی سوچے۔ نہیں بلکہ آپ بات کو صاف اور واضع کریں۔ خود بھی غلط نہ سوچیں اور دوسروں کو بھی بد گمانی سے بچائیں۔

ایک دفعہ امام بخاریؒ کہیں سفر پر جارہے تھے۔ کشتی میں ایک اور آدمی سے باتوں میں ذِکر کر دیا کہ امامؒ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ یہ سُننا تھا کہ اُس آدمی نے شور مچا دیا کہ اُس کی اشرفیاں چوری ہو گئی ہیں۔ سب کی تلاشی لی جائے۔ امام بخاریؒ نے چپکے سے وہ اشرفیوں کی تھیلی سُمندر میں ڈال دی۔ اب تلاشی لی گئی تو کسی کے پاس سے اشرفیاں نہ ملیں۔ وہ آدمی پھر امام صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے تو جھوٹ بولا۔ آپ کے پاس تو اشرفیاں ہی نہیں نکلیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اشرفیاں تھیں لیکن میں نے اُن کو سُمندر میں بہا دیا کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچیں گے کہ دین کا کام کرتا ہے اور چوری کی اشرفیاں اِس کے پاس سے نکلی ہیں۔ میں نے دوسروں کو بد گمانی سے بچایا ہے۔

علم والوں اور دین والوں کو اپنا دامن صاف رکھنا چاہئیے۔ بہت ایمانداری سے کام کریں۔

بچ بچ کر چلیں کیونکہ بعض اوقات لوگ خود ہی چندے دیتے ہیں۔ دعوت کرتے ہیں، تحفے دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں۔ دیکھا یہ دین والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

يٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ‌ ؕ اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ‌ ۚ اَ لۡقٰهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ‌ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ‌ ‌ۚ وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ‌ ؕ اِنۡتَهُوۡا خَيۡرًا لَّـكُمۡ‌ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ‌ ؕ سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ‌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ﴿۱۷۱﴾ اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰ (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ) خدا کے رسول اور کا کلمہ(بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور (یہ) نہ کہو (کہ خدا) تین (ہیں۔ اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہے (۱۷۱)

تَغۡلُوۡا یعنی مبالغہ نہ کرو۔ اَب دین میں کمی بیشی کیسے ہوتی ہے؟

"اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو" دین میں غلو کیسے کیا جاتا ہے؟

عیسیٰؑ کی شان کیا ہے؟ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ تثلیث کا عقیدہ پیش نہ کرو۔ یعنی تین میں سے ایک نہ کہو۔ وہ مریمؑ کے بیٹے تھے۔ اللہ کے بارے میں جھوٹ مت کہو۔ "خدا ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔" اللہ کو اولاد کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کا خالق اور مالک اللہ ہے۔ " وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا" اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

پچھلی آیت میں فرمایا گیا کہ تمہارے پاس اللہ کا رسولؐ آگیا۔ اُس پر ایمان لاؤ۔ یہاں سب اہلِ کتاب کو مخاطب کیا گیا ہے۔ لیکن یہود و نصاریٰ ایمان نہ لائے۔

تَغْلُوْا : غ ل و۔ معنی، زیادتی۔ افراط۔ حد سے بڑھنا۔

دین ایک مکمل چیز ہے۔ نہ اس میں کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی۔ یہود و نصاریٰ گمراہ ہو گئے کیونکہ نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو اتنی عزّت دی کہ اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ یعنی حد سے نکل گئے عزّت میں زیادتی کر دی۔

یہود نے عیسیٰؑ کی عزّت بالکل نہیں کی۔ مریمؑ پر الزام لگائے۔ عیسیٰؑ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ عزّت کم کر دی۔ یہ بھی غلو ہے۔

امام تیمیہؒ کہتے ہیں کہ یہود پر اس لئے (الْمَغْضُوبِ) غضب نازل ہوا کہ علم آنے کے بعد انہوں نے عمل نہ کیا۔ اور نصاریٰ اس لئے اللہ کی رحمت سے دُور (الضَّآلِّيْنَ) ہو گئے کہ بغیر علم کے عمل کرنا شروع کر دیا۔

کچھ لوگ اس لئے علم حاصل نہیں کرتے کہ پڑھ لیا تو عمل کرنا پڑے گا۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ ہم نے پڑھ لیا۔ ہمیں خود بہت پتا ہے اَب عمل کی ضرورت نہیں ہے۔

اَصل شان اسی میں ہے کہ دین کا علم حاصل کرنے کے بعد اُس پر عمل کیا جائے۔ سمعنا و اطاعنا۔

عیسیٰؑ اللہ کے رسول تھے۔ اب یہاں رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ، وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ اِس سے کیا مُراد ہے؟

عیسیٰؑ اللہ کے کلمۂ کُن سے پیدا ہوئے تھے۔ عام انسان ایک مرحلے سے گُزر کر پیدا ہوتے ہیں۔

لیکن عیسیٰؑ اللہ کے کُن کہنے سے پیدا ہوگئے۔" جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا"

عام حالات میں بچّہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے کہ 4 مہینے کے بچے میں روح پھونکی جاتی ہے یعنی بچے میں جان ڈالی جاتی ہے۔ ایک فرشتہ اُس کی تقدیر لکھ دیتا ہے۔ یہ کام جبرائیلؑ کے ذریعے ہوتا ہے۔

لیکن بی بی مریمؑ کے ساتھ یہ کام ابتدا میں ہی ہوگیا۔ بی بی مریم کو بغیر مرد کے حمل ٹھہر گیا۔ یہ اللہ کی نشانی تھی۔ عیسیٰؑ کی روح اللہ کی طرف سے بھیجی گئی تھی۔ جبرائیلؑ نے اشارہ کیا تو حمل ٹھہر گیا۔ بچے میں روح آگئی۔

آدمؑ کی تو ماں بھی نہیں تھی۔ وہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔

عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ عیسائیوں نے اُن کو ابن اللہ کہہ دیا۔

اللہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے۔ تثلیث یعنی Trinity نہ کہو۔ یہ ایک نہ سمجھ آنے والی کہانی ہے اہلِ کتاب نے خود گھڑی ہوئی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ پاک روح۔ عیسیٰؑ اور مریمؑ مل کر خدا بنتے ہیں۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ تین میں سے ایک۔ سورۃ مائدہ میں مزید تفصیل آئے گی۔

آج ہم مسلمان اِن کو دیکھ کر بھٹک گئے ہیں۔ یہ نصاریٰ گریک لوگوں کو دیکھ کر گمراہ ہوگئے تھے۔

اللہ کو اولاد کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ خود ہی کافی ہے۔ عیسیٰؑ کو اللہ کا بندہ بننے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم ایسی باتیں نہ گھڑو۔